رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

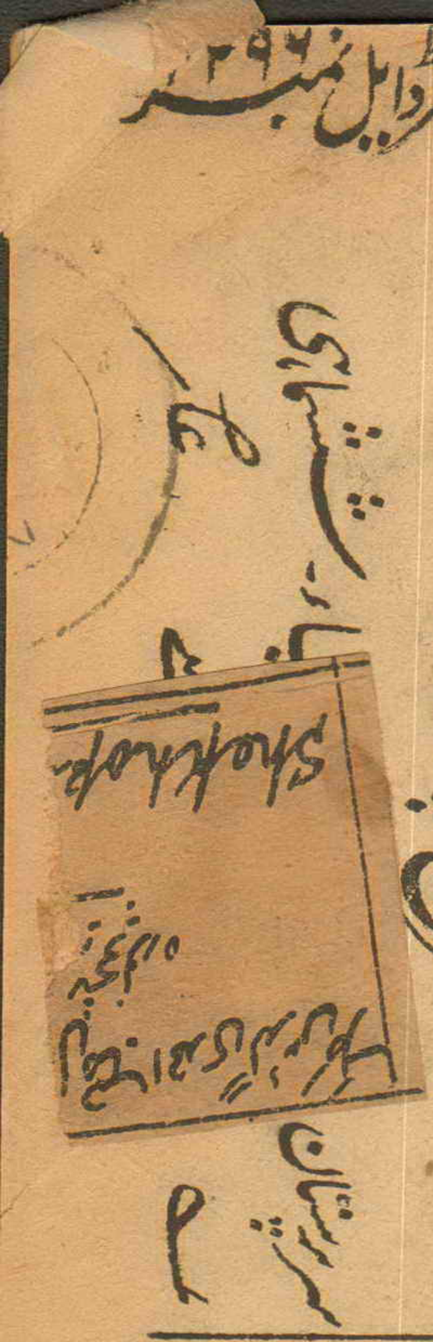

بدر

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

جلد (۱۵) | قادیان مورخہ ۲۸ جون سنہ ۱۹۳۰ء مطابق یکم صفر المظفر سنہ ۱۳۴۹ھ | نمبر (۱۲)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت ہفتہ زیر اشاعت میں کسیقدر ناساز رہی۔ اب خدا کے فضل سے صحت ہے۔ الحمد للہ۔ حضور عنقریب شملہ جانیوالے ہیں

(۲) **درخواستہائے دعا**۔ گذشتہ پرچہ میں جو برادر مکرم غلام محمد صاحب اختر کیلئے درخواست دعا کی گئی تھی۔ اس میں یہ غلطی ہوئی ہے۔ کہ محض ترقی کیلئے دعا کرنے کو لکھا تھا۔ لیکن اختر صاحب نے لکھا ہے۔ کہ میری ترقی تو احباب کی دعاؤں اور خدا کے فضل سے ہو چکی ہے۔ اب تو ایک اور بڑی اسامی کیلئے خدا کے فضل سے حکام نے حکام بالا کو مزید سفارش کی ہے۔ اس سفارش کی منظوری کیلئے احباب سے درخواست ہے۔ کہ وہ للہ اپنے ایک معزز بھائی کی مزید ترقی کیلئے بہت دعا فرمادیں۔ اور خدا سے اجر پائیں۔ اللہ تعالیٰ اختر صاحب کو اس آسامی پر مزید ترقی عطا کرے آمین

برادرم امیر الدین صاحب ساکن لنگیری ضلع جالندھر کو بوجہ احمدی ہو جانیکے ان کے رشتہ داروں کیطرف سے سخت تکلیف پہنچی۔ حتیٰ کہ ان کو گھر سے نکال دیا۔ اسلئے ہجرت کر کے کچھ عرصہ سے معہ اہل و عیال قادیان آگئے ہیں۔ احباب درد دل سے دعا کریں۔ کہ خدا ان کو استقلال بخشے۔ اور ان کے بچوں کو خادم دین بنائے۔ آمین۔

(۳) **داخلہ میڈیکل سکول آگرہ**:۔ امسال داخلہ میڈیکل سکول آگرہ حسب معمول ۲۱ جولائی کو ہوگا۔ امیدواران داخلہ کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ وہ طلباء جن کی صحت جسمانی اعلیٰ ہو۔ اور انگریزی بولنے کی مشق ہو اور ہاکی اور فٹ بال اعلیٰ کھیلنا جانتے ہوں۔ یا اپنے کسی رشتہ دار کا سرٹیفکیٹ لا سکتے ہوں جنہوں نے ملٹری میں یا جنگ گذشتہ میں کسی قسم کی خدمات سرانجام دیکر تمغہ جات حاصل کئے ہوں۔ تو ایسے امیدواران کو ترجیح دیجائیگی۔ احمدی طلباء ضرور کوشش کریں۔ آنیوالے پہلے درخواست بنام پرنسپل میڈیکل سکول آگرہ بھیجکر ضروری فارم اور پراسپکٹس طلب کریں۔ اور پھر اُن کے مطابق آنے والے اپنے ہمراہ نہایت صاف پہننے کیلئے لباس لاویں۔ مثلاً پگڑی۔ سلوار۔ سوٹ ٹائی وغیرہ۔ اور پرنسپل صاحب سے بوقت interview بالکل نہ گھبرائیں:

خاکسار۔ ڈاکٹر نذیر احمد احمدی۔ آئی۔ ایم۔ ڈی۔
اسسٹنٹ لیکچرار۔ میڈیکل سکول۔ آگرہ۔

(۴) یہ مسرت انگیز خبر نہایت خوشی سے سنی جائیگی۔ کہ کرمی شیخ محمد حسین صاحب پوسٹماسٹر گورداسپور کی دختر نیک اختر عزیزہ افتخار اختر نے امسال بغیر کسی کالج میں داخل ہونے کے پرائیویٹ طور پر ایف۔ اے کا امتحان دیا تھا۔ اور خدا کے فضل و کرم سے کامیاب ہو گئی ہے۔ ہم اس مبارک تقریب پر عزیزہ سلمہا اور ان کی والدہ محترمہ اور شیخ صاحب مکرم کو صد مبارک باد عرض کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں۔ کہ خداوند کریم عزیزہ سلمہا اللہ کو بیش از بیش ترقی عطا فرماوے۔ اور بہت جلد وہ دن دکھائے کہ آپ بی۔ اے میں بھی کامیاب ہو جائیں۔ آمین۔

(۵) قاضی محمد علی صاحب کا مقدمہ قتل ۱۱ و ۱۲ جولائی سنہ ۳۰ء کو پیش ہوگا۔ جس میں ابھی شہادت استغاثہ ہوتی ہے۔ اور مقدمہ زیر دفعہ $\frac{302}{147}$ جو ہمارے تین معززین کے خلاف تھا۔ اس میں آج حکم سنایا جائیگا اللہ تعالیٰ رحم کرے آمین نتیجہ مقدمہ جو مسثریوں کے خلاف پولیس نے کیا ہوا ہے۔ ۲۷ کو پیش ہو کر آئندہ کسی تاریخ کے لئے ملتوی ہوا۔

(۶) رعایتی کتابوں کے اعلان سے احباب فائدہ اٹھائیں۔ جو اس اخبار کے ۱۲ صفحہ پر ہے۔ اور دوسروں کو بھی دکھائیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی احباب مبایعین کیلئے

نہایت ضروری اعلان

حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے مبایعین احمدیوں کے نام - ولدیت - سکونت مستقل و عارضی مع کوائف ایک مستقل کتابی شکل میں منظم کرکے چھاپنے کا ارادہ تھا چنانچہ ازالہ اوہام جلد دوم صفحہ ۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵ - طبع پنجم میں اس امر کی تشریح و تاکید موجود ہے - لہذا ہر ایک احمدی مبایع دوست حسب تحریر مذکورہ بالا اپنا نام - ولدیت - سکونت مستقل و عارضی و دلائل صداقت مسیح موعود علیہ السلام و سوانح حیات و نمائہ احمدیت خود بلا مبالغہ مع رویاء و کشوف اگر ہوں - خوش خط لکھ کر مندرجہ ذیل پتہ پر بھیجدیں - تاکہ کتاب تذکرۃ الکرام میں ان کے زمانہ احمدیت اور صحیح واقعات صداقت مسیح موعود علیہ السلام درج ہو جاویں - اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَلِکُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰی چونکہ وصیت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے خواہ وہ دور اول میں سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہوں - یا کہ خلافت ثانی و ثالث میں شامل ہوئے ہوں سابقین اوّلین میں قرار دیا ہے - ملاحظہ ہو الوصیت صفحہ ۲۸ - لہذا اگر وہ وصیت کر چکے ہوں - تو اپنے بیان و دلائل تصدیق احمدیت کے ساتھ ہی اس امر کی بھی اطلاع دیں - تاکہ ان کے نام زمرہ سابقین اوّلین میں جلد اول میں شائع کئے جائیں - اور جو اب تک وصیت نہیں کر چکے - ان کے اسماء و احوال جلد دوم میں شائع ہونگے - بہتر یہی ہے کہ وہ وصیت کرنے میں التوا نہ کریں - فانی اموال و زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ؎

بدنیا تو آنی کہ عقبےٰ خری
بجہد جانِ من ورنہ حسرت بری

ایسا کرنے میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارادہ ہے کہ ان کے احوال یک جا ہونے سے دوسرے لوگوں کو . . . . . .

. . . . . .

ان کے حالات سنیہ و مدارج عالیہ و مقامات رفیعہ کے معلوم ہونے پر تقلید و ترغیب و تحریص تحقیق پیدا ہوگی اور آئندہ نسلوں کو قعر مذلت و جمود سے نکلنے کیلئے یہ صورت بہت مفید ہوگی - ہمارے نزدیک یہ بات پایۂ صداقت کو پہنچ چکی اور مسلم ہو چکی ہے - کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں صدہا ابدال و اقطاب موجود ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے روحانی خزائن سے بہرہ ور ہو کر مالا مال ہو گئے ہیں لیکن ابھی لاکھوں اور کروڑوں روحیں ان بیش بہا جواہرات معارف و خزائن الٰہیہ سے بے نصیب رہ کر بھوک اور پیاس سے مر اور سڑ رہے ہیں جن کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بالفاظ ذیل بیان فرمایا ہے

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار
تشنہ بیٹھے ہو کنار جوئے شیریں حیف ہے
سرزمین ہند میں چلتی ہے نہر خوشگوار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیشگوئی فرماتے ہیں - کہ جو لوگ میرے ساتھ وابستہ اور دامنگیر ہو چکے ہیں وہ پھلدار اور بارآور درخت ہو جائینگے - ؎

باغ مرجھایا ہوا تھا گر گئے تھے سب ثمر
میں خدا کا فضل لایا پھر ہوئے پیدا ثمار

پیشہ ہے رونا ہمارا پیش ربِّ ذوالمنن
یہ شجر آخر کبھی اس نہر سے لائینگے بار

حضرت مسیح موعودؑ رسالہ الوصیت کے صفحہ ۹ پر فرماتے ہیں - "یہ مت گمان کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا - تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو - جو زمین میں بویا گیا - خدا فرماتا ہے - کہ یہ بیج بڑھیگا - اور پھولیگا - اور ہر ایک طرف سے اسکی شاخیں نکلینگی - اور ایک بڑا درخت ہو جائیگا پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے" اور یہ گمان نہ کرنا کہ اس باغ کے بے شمار درخت ابتک پھل دار نہیں یہ تو اللہ تعالیٰ کے اس فضل و احسان و انعام کی ناشکری ہے - جو وہ اپنے بندوں پر نازل فرما رہا ہے - ہر ایک صادق احمدی زبان حال و قال سے نعرہ زن ہے -

یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ بِمَا غَفَرَ لِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ -

بعض دوست نہایت کسر نفسی کی وجہ سے اپنے اسماء اور اپنے حالات ظاہر کرنا نہیں چاہتے - اور بعض اسکو ایک معمولی بات سمجھتے ہیں - لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں - کہ میرے ساتھ بیعت کرنیوالوں کے اسماء مبارکہ مع کوائف ایک جا شائع کرنا اللہ تعالیٰ کے القاء اور اس کے ارادہ سے ہے - اور اس میں یہ راز بھی ہے - کہ خدا تعالیٰ اپنے حبیب کی پیشگوئیوں کو ثابت کر کے دنیا کو دکھا دینا چاہتا ہے -

پس ہمارے احباب کا ایسے امور کیلئے سعی اور اہتمام کرنا اللہ تعالیٰ اور مسیح موعود علیہ السلام کے ارادہ کے ماتحت ہے - جو باعث خوشنودی رب العالمین ہے بہت احباب کے مضامین پہنچ چکے ہیں - لیکن بعض دوستوں نے اسقدر طویل بیانات درج فرمائے ہیں جن کے سارے اندراج سے طبع کتاب کے اخراجات بہت بڑھ جائینگے - جو اس عاجز کی طاقت سے باہر ہے - زیادہ سے زیادہ دو صفحہ کا مضمون مدلل اور مختصر و جامع ہو -

بعض احباب نے اپنی تحریروں میں اپنے سابقہ از کتاب سیّات کا اظہار فرمایا ہے - سو ان کو واضح ہو - کہ یہ امر عند اللہ ناپسند ہے - احباب صرف اپنی حسنات یعنی نیکیوں کا اظہار فرمائیں - اور سیّات یعنی بدیاں عدم سے منسوب ہیں - اور ان کا وجود مستقل نہیں - بلکہ عارضی ہوتا ہے - اور وہ رجوع الی اللہ اور تائب ہونے سے نابود ہو جاتی ہیں - اگر پہلی اور پچھلی حالت کا دکھانا اور مقابلہ کرنا ہے - تو صرف یہ لکھنا چاہیئے - کہ پہلی حالت بہت ناقص تھی - جو صاحب دو صفحہ کے علاوہ اپنے طویل بیانات درج کرانے کے متمنی ہیں - وہ اپنے بیانات کے فی دو صفحہ ۲۶×۲۰ کے اخراجات طبع کے لئے ڈیڑھ روپیہ بھیجدیں -

احمدیہ بلڈنگز لاہور والے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے دوستوں سے التماس

آج مورخہ ۱۲ رجون ۱۹۳۳ء کو بوقت ۹ بجے صبح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سلمہ اللہ تعالیٰ سے اس مشت خاک کو شرف ملاقات حاصل ہوا کتاب تذکرۃ الکرام کے ذکر پر آپ نے بالخصوص اس عاجز کو فرمایا - کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے تمام مبایعین دوستوں کے اسماء و ذکر خیر کو اس کتاب میں شامل کر لینا ضروری ہے اور ایسے سب احباب کا ذکر خیر نام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ رجون ۱۹۳۰ء

دجال کی حقیقت

انجمن احمدیہ دہلی نے تبلیغ سلسلہ کے متعلق چند ہینڈ بل شائع کئے ہیں۔ جو نہایت مفید اور جامع ہیں۔ ان میں سے ہم ذیل میں ایک ہینڈ بل جو دجال کی حقیقت ظاہر کرنے والا ہے نقل کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر) اصل مضمون شروع کرنے سے قبل بطور تمہید کے یہ بیان کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ خواہ کوئی کتنا بھی عند اللہ مقبول و منظور ہو جائے۔ غیب پر اس کو کوئی تصرف حاصل نہیں ہوتا۔ حتیٰ کہ انبیاء علیہم السلام بھی بالذات عالم الغیب نہیں ہوئے۔ اور ان کو غیبی امور پر بذریعہ الہام و کشوف و رویاء کے مطلع کیا جاتا ہے۔ اہل بصیرت جانتے ہیں۔ کہ کشوف و رویاء بالعموم تعبیر طلب ہوتے ہیں۔ یعنی ظاہر میں کچھ اور دکھایا جاتا ہے۔ اور مراد اس سے کچھ اور ہوتی ہے۔ مثلاً قرآن مجید میں حضرت یوسف علیہ السلام کا رویاء کہ خواب میں انہیں ستارے و چاند و سورج سجدہ کرتے ہوئے دکھائے گئے۔ مگر ستاروں۔ چاند اور سورج سے مراد ان کے بھائی اور ماں باپ لئے گئے۔ اسی طرح آنحضرت صلعم نے خواب میں گائیں ذبح ہوتی دیکھیں۔ اور مراد ان سے جنگ احد میں شہید ہونے والے صحابہؓ تھے (بخاری جلد ۳ صفحہ ۱۸) یا جیسا کہ حضور نے ایک سیاہ رنگ کی عورت خواب میں دیکھی۔ تو فرمایا۔ اس سے مراد وبار اور بخار ہے (بخاری جلد ۴ صفحہ ۱۲۵) اسی طرح حضور علیہ السلام نے ایک مرتبہ اپنی ازواج مطہرات کو فرمایا۔ کہ تم میں سے مجھے وہ سب سے پہلے ملیگی۔ جس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہیں۔ انہوں نے آپ کے روبرو اپنے ہاتھوں کو ناپا تو حضرت سودہ کے ہاتھ لمبے نکلے۔ مگر جب حضرت زینبؓ پہلے فوت ہوئیں۔ تو تب ازواج مطہرات نے سمجھا۔ کہ لمبے ہاتھوں سے مراد سخاوت تھی۔ کیونکہ حضرت زینب سب سے زیادہ سخی تھیں (بخاری جلد ۱ صفحہ ۸۸) اس سے ظاہر ہے کہ خود آنحضرت صلعم کی توجہ مبارک بھی اس طرف نہیں پھری کہ لمبے ہاتھوں سے مراد سخاوت ہے۔ ورنہ آپ ازواج مطہرات کو ہاتھ ناپنے سے روک دیتے۔ اور فرماتے۔ کہ لمبے ہاتھوں سے مراد سخاوت ہے۔ پس اسی طرح یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ خروج دجال کی خبر بھی از قسم رویاء و کشف ہے۔ اس لئے اس کی تحقیقات کرتے وقت مذکورہ بالا مختصر تمہید کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔

دجال اور اس کا فتنہ

آنحضرت صلعم نے جس فتنہ سے ڈرایا ہے۔ وہ کوئی معمولی فتنہ نہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ ما بین خلق آدم الی قیام الساعۃ خلق اکبر من فتنۃ الدجال یعنی حضرت آدم سے لے کر تا قیامت الدجال کے فتنہ و فساد سے بڑھکر اور کسی کا فتنہ نہیں۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۸۷) ایک اور حدیث میں فرمایا ہے۔ کہ کوئی نبی ایسا نہیں گذرا۔ جس نے اپنی قوم کو دجال سے نہ ڈرایا ہو (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۹۵) اس لئے ضروری ہے۔ کہ اس فتنہ کی پوری تحقیق کی جائے۔ سو جاننا چاہیئے۔ کہ دجال فعال کے وزن پر ہے۔ یہ لفظ دجل سے نکلا ہے۔ جس کے معنی جھوٹ فریب اور حق کو جھوٹ کے ساتھ ملانے کے ہیں (عمدۃ القاری جلد ۴ صفحہ ۴۸۶) اسی طرح تاج العروس۔ قاموس۔ صراح اور تمام عربی لغات میں دجال کے یہی معنی لکھے ہیں۔ کہ کذاب۔ سخت دھوکہ باز۔ فریبی و مکار۔ ملمع ساز۔ حق کو باطل کے ساتھ ملانے والا وغیرہ وغیرہ۔ پس گو دجال ایک عام لفظ ہے۔ جو ہر کذاب وغیرہ پر صادق آسکتا ہے۔ مگر جس کے فتنہ سے آنحضرت صلعم نے ڈرایا ہے۔ وہ صفت دجالیت کا مظہر اتم ہونے کی وجہ سے الدجال یعنی دجال اکبر کہلانے کا مستحق ہے۔

دجال کون ہے؟

یہ سوال کہ دجال کون ہے۔ نہایت آسانی سے حل ہو جاتا ہے۔ جب کہ ہم آنحضرت صلعم کی اس حدیث کو دیکھتے ہیں۔ جس میں حضورؐ فرماتے ہیں۔ من حفظ عشر آیات من اول سورۃ الکہف عصم من فتنۃ الدجال (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۴۳) یعنی جو شخص سورہ کہف کی اول دس آئتیں یاد کرلے۔ تو وہ فتنہ دجال سے محفوظ رہیگا۔ اسی طرح ایک دوسری حدیث میں فرمایا۔ کہ جو شخص سورہ کہف کی آخری دس آئتیں پڑھیگا وہ دجال کے فتنے سے بچ جائیگا۔ پس معلوم ہوا۔ کہ فتنہ دجال سے بچنے کے لئے سورہ کہف کی پہلی دس اور پچھلی دس آئتوں کو خاص طور پر یاد کرنا کچھ معنی رکھتا ہے۔ اب جب کہ ہم قرآن شریف میں سورہ کہف کی پہلی دس اور پچھلی دس آیتوں کو تلاوت کرتے ہیں۔ تو پہلی دس آیتوں میں یہ لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وینذر الذین قالوا اتخذ اللہ ولدا۔ ..... یعنی اے نبی ڈرا ان لوگوں کو جو کہتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے بیٹا پکڑا ہے۔ اور جب سورہ کہف کی پچھلی دس آئتیں پڑھتے ہیں۔ تو وہاں یہ مضمون پاتے ہیں۔ قل ھل ننبئکم بالاخسرین اعمالا ط الذین ضل سعیھم فی الحیوۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا ط ..... یعنی اے نبی کہدے۔ کہ ہم بتا دیتے ہیں۔ کہ وہ کون لوگ ہیں۔ جن کے اعمال اکارت جائیں گے۔ وہ لوگ وہ ہیں۔ جن کی ہمہ تن مصروفیت اس مادی دنیا پر لگی ہوئی ہے۔ باوجود اس کے وہ گمان کرتے ہیں۔ کہ وہ عمدہ عمدہ صنعتیں نکالتے ہیں۔ ان آیات سے جو سورہ کہف کے اول و آخر میں ہیں۔ واضح ہو گیا۔ کہ وہاں دو الگ الگ گروہوں کا ذکر ہے۔ پہلی دس آئتوں میں تو اس گروہ کا ذکر ہے۔ جو خدا کا بیٹا قرار دیتے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ وہ قوم فرنگ میں سے پادریوں کا گروہ ہے۔ اور پچھلی دس آیتوں میں ان کے فلاسفروں کے گروہ کا ذکر ہے۔ جو اپنی عقل اور نیچر کو اپنا ہادی سمجھتا ہے۔ اور اس کی تمام تر کوشش دنیوی زندگی کے لئے ہے۔ یعنی یہ گروہ عجیب عجیب صنعتوں اور ایجادوں کے ذریعہ سے لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے روگردان کرتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سوچنے کے لئے تو اتنا ہی کافی ہے۔ کہ وہ سورہ کہف سے کم نہیں کر سکتا ہے کہ دجال کون ہے۔ لیکن مضمون کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے ہم ذیل میں ان احادیث کو درج کرتے ہیں۔ جن میں دجال کا ذکر آتا ہے۔ اور اس کے صفات و علامات بھی بیان ہے ؛

علامت نمبر ۱ ایک حدیث میں ہے۔ دجال بائیں آنکھ سے کانا ہوگا۔ دوسری حدیث میں ہے۔ دائیں آنکھ سے کانا ہوگا۔ تیسری حدیث میں ہے۔ ایک آنکھ کا اندھا ہوگا۔ اس کی آنکھ مثل دانہ انگور کے ابھری ہوئی ہوگی۔ (مشکوٰۃ)

علامت نمبر ۲ دجال کی پیشانی پر ک ف ر (کافر) لکھا ہوگا۔ جس کو صرف مومن ہی پڑھ سکے گا۔ خواندہ ہو یا ناخواندہ (مشکوٰۃ) اسکے خلاف ایک دوسری حدیث میں ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کے زمانہ مبارک میں خود حضور علیہ السلام کی موجودگی میں حضرت عمر فاروق رض نے اللہ تعالےٰ کی قسم کھا کر کہا کہ ابن صیاد دجال معہود ہے۔ حالانکہ ابن صیاد معمولی انسانوں کی طرح تھا۔ اور اس کی پیشانی پر ک ف ر کچھ بھی لکھا ہوا نہ تھا۔ (مشکوٰۃ)

علامت تیسری ایک حدیث میں ہے۔ کہ آنحضرت صلعم نے دجال کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے رؤیا میں دیکھا۔ اس کے خلاف دوسری حدیث میں ہے کہ دجال مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ فرشتے پہرا دیتے ہوں گے ؛

علامت نمبر ۴ ایک حدیث میں ہے۔ کہ دجال کے زمانہ کا ایک دن ایک برس کی مانند اور ایک دن ایک مہینہ کی مانند اور ایک دن ایک ہفتہ کی مانند ہوگا۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ ایسے دنوں میں نماز کیونکر پڑھی جاویگی۔ تو فرمایا۔ وقت کا اندازہ کر کے پڑھنا ہوگا۔ اس کے خلاف دوسری حدیث میں ہے کہ دجال کے دن بہت چھوٹے ہونگے۔ یہاں تک کہ ایک برس ایک مہینہ کے برابر ہوگا۔ اور دجال کا ایک دن ایسا گذرے گا۔ جیسے تنکے کا جلنا۔

علامت نمبر ۵ ایک حدیث میں ہے۔ کہ زمین دجال کے حکم سے اُگائیگی۔ اور آسمان پانی برسائے گا۔ جہاں جہاں وہ گذرے گا۔ زمین کے خزانے اس کے ساتھ کھینچے چلے جائینگے۔ اور اس کے ہمراہ دو چشموں کا انبار ہوگا۔ اور پانی کی نہر۔ (مشکوٰۃ)

علامت نمبر ۶ ایک حدیث میں ہے۔ کہ دجال جوان ہوگا۔ اور دوسری حدیث میں ہے۔ کہ بوڑھا ہوگا۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خانصاحب حجج الکرامہ میں لکھتے ہیں :۔ پس دے مردے جوان باشد و در روایتے آمدہ کہ پیر باشد ؛

علامت نمبر ۷ ایک حدیث میں ہے۔ کہ دجال جسیم و سُرخ رنگ ہوگا۔ دوسری حدیث میں ہے۔ کہ گندم گوں ہوگا۔ تیسری حدیث میں ہے۔ کہ سفید داغ دار ہوگا۔ اور اس کی ناک نوکدار ہوگی۔

علامت نمبر ۸ ایک حدیث میں ہے۔ کہ دجال عراق و شام کے بین بین سے نکلے گا۔ دوسری میں ہے۔ کہ جانب مشرق سے آویگا۔ تیسری حدیث میں ہے۔ کہ تمیم داری صحابی ایک کشتی میں معہ تیس آدمیوں کے سوار ہو کر ایک جزیرہ پر آنکلے اور وہاں انہوں نے دجال کو ایک گرجا میں زنجیروں سے جکڑا ہوا پایا۔ ان تمام احادیث کے خلاف زمانہ نبوی میں ایک شخص ابن صیاد کو اکابر صحابہ رض نے دجال معہود یقین کر لیا۔ یہاں تک کہ حضرت عمر رض نے خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہا۔ کہ ابن صیاد ہی دجال ہے اور کہا۔ کہ یا رسول اللہ اگر آپ اجازت فرماویں۔ تو میں اس کی گردن اڑا دوں۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ اگر یہی دجال ہے۔ تو تو اس پر قابو نہ پاویگا۔

علامت نمبر ۹ ایک حدیث میں ہے۔ کہ دجال کھانا کھائے گا۔ اور شراب پئے گا۔ اور بازاروں میں پھرے گا۔ اس کا طول ۴۰ گز ہوگا۔ وہ مردوں کو زندہ کرے گا۔ اور مریضوں کو چنگا۔ جنت و دوزخ اس کے قبضہ میں ہونگے۔ اور اس کے ہمراہ یہودی خصلت لوگ اور ولد الزنا ہونگے۔ اور اسکے ساتھ عورت ہوگی۔ جو دجال سے پہلے ہر گاؤں میں پھر جائیگی ؛

علامت نمبر ۱۰ دجال کے ساتھ اس کا گدھا ہوگا۔ جس کے ایک کان سے لے کر دوسرے کان تک ستر باع کا فاصلہ ہوگا۔ وہ گدھا ہوا سے زیادہ تیز رفتار ہوگا۔ اور اس کے ایک قدم سے دوسرے قدم کا فاصلہ ایک رات دن کے سفر کے برابر ہوگا۔ زمین اس کے ذریعہ بآسانی طے ہوگی۔ سمندر میں اپنے ٹخنوں تک غوطہ زن ہوگا۔ اس کے آگے دھوئیں کا پہاڑ اور اس کے پیچھے سبز پہاڑ ہوگا۔ وہ گدھا ایک آواز کریگا۔ جو دور دور تک سنائی دیگی۔ اب اے حقیقت کے طالبو مذکورہ بالا تمام احادیث کے اختلاف میں غور کرو۔ کیا ان اختلافی مقدمات کا فیصلہ آج کل کے ظاہری علماء سے ہو سکتا ہے۔ جو یہ کہکر منہ بند کرتے ہیں۔ کہ ان متضاد حدیثوں کو ایماناً مانو۔ اور ان کا علم حوالہ بخدا کرو اگر شک ہو۔ تو کسی مولوی صاحب کے پاس جاکر پوچھ دیکھو۔ کہ کیا وہ ان تمام احادیث میں تطبیق دیکر ایک طالب حق کی تسلی کر سکتے ہیں۔ جن سے ایک کمزور ایمان والے کو یہ گمان ہوتا ہے۔ کہ دجال کی پیشگوئی ایک ڈرانے کا ہوا ہے۔ بس۔ کیونکہ اس کے اصول میں اس قدر گڑبڑ ہے۔ کہ ایک حدیث کو پکڑتے ہیں۔ تو دوسری چھوٹ جاتی ہے۔ اور دوسری کو پکڑتے ہیں۔ تو تیسری چھوٹ جاتی ہے ؛

اصل بات یہ ہے۔ کہ اس اہم مقدمہ کا فیصلہ آنیوالے مسیح کے اجلاس پر ہونیکے لئے دربار محمدی سے چودھویں صدی کے سر پر تاریخ پیشی مقرر تھی۔ اسی لئے تو آنے والے مسیح کو حکم و عدل قرار دیا گیا تھا۔ چونکہ اس پیشگوئی کے بیان کرنے والے صادق کو یہ معلوم تھا۔ کہ یہ ایک پوشیدہ راز ہے۔ جو اپنے وقت پر کھلے گا۔ اسی لئے جب حضرت عمر فاروق رض نے ابن صیاد کے دجال ہونے پر یقین کر کے اس کے قتل کا ارادہ کیا۔ تو حضور نبی صلعم نے یہ نہیں فرمایا۔ کہ اے عمر ابن صیاد کی پیشانی پر ک ف ر نہیں لکھا۔ تو اسے دجال قرار کیوں دیتا ہے بلکہ فرمایا۔ اے عمر تجھے اس پر قابو نہ ملے گا۔ اس کی ہلاکت عیسیٰ کے ہاتھوں مقدر ہے۔ چنانچہ آنیوالا حکم و عدل اپنے وقت پر آیا۔ اور اس نے تمام حالات کی حقیقت ظاہر

(باقی آئندہ) ۔ یہ مضمون انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام سے شائع ہوا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیانندی مشن

آریہ راج اور غیر آریہ راج

ظلم کی ٹہنی کبھی پھلتی نہیں
ناؤ کاغذ کی کبھی چلتی نہیں

احمدی :- دیانندی دوست آپ گورنمنٹ انگلشیہ کی کیوں مخالفت کرتے ہیں ؟

دیانندی :- واہ صاحب واہ - آپ بھی تجاہل عارفانہ سے کام لے رہے ہیں - آپ سب کچھ جانتے ہوئے انجان بن رہے ہیں - لو غور سے سنو - ہم گورنمنٹ برطانیہ کی اس لئے مخالفت کرتے ہیں :-

"کوئی کتنا ہی کرے - لیکن جو اپنے ملک کا راج ہوتا ہے - وہ سب سے افضل ہوتا ہے - یعنی مختلف مذہبوں کی طرفداری اور اپنے بیگانے کی پاسداری سے آزاد ہونے اور رعیت پر ماں باپ کی طرح مہربانی کرنے انصاف اور رحم کو کام میں لانے کے باوجود غیر ملک والوں کا راج پورا پورا آرام دہ نہیں ہے - ..... اس کے چھوٹے بغیر باہمی پوری ہمدردی دامداد اور مطلب براری ہونی مشکل ہے - اسلئے جو کچھ وید وغیرہ شاستروں میں قانون یا تاریخ لکھی ہے - اس کی قدر کرنا شریف لوگوں کا کام ہے"

(ستیارتھ پرکاش باب ۱۱)

احمدی :- دیانندی دوست ہذا الہی الٹی تعلیم سے ہر شریف اور مہذب آدمی کو بچائے - غضب خدا کا یہ کیا اندھیر ہے - کہ غیر آریہ سماجی بادشاہ کے نہ انصاف کی پرواہ کی جائے - نہ رحم کو خاطر میں لایا جائے - آہا - اگر وہ مذہبوں میں دخل نہیں دیتا - اپنے اور بیگانے کی طرفداری اور پاسداری سے آزاد ہے - تو بھی اس کو برباد کرنا واجب ہے - کیونکہ وہ ویدوں کے قانون کو نہیں مانتا اگر یہ ظلم نہیں - تو ظلم کس بلا کا نام ہے ؎

بل بے تیری سخت جانی اُف تیری سنگین دلی

دیکھکر پتھر کا زہرہ پانی پانی ہو گیا

موت کو یاد رکھو - یہ کیسا اودھم مچا رکھا ہے - ہندوستان کے خرمن امن کو تہ و بالا کر دیا ہے - افسوس وہ کون سی منحوس گھڑی تھی - جس وقت پنڈت دیانند نے خرمن امن کو تباہ کرنے کے لئے ستیارتھ پرکاش کو تصنیف کیا تھا - بھائی ہم سے ایسا ظلم ہرگز نہ ہو سکے گا دیانندی مت اگر یہی تمہاری ذہنیت ہے - تو ہم کو ہرگز اس جنگ میں دعوت شرکت نہ دو - ہم ایسی شرارتوں سے باز آئے -

دیانندی :- واہ جی واہ - ہم آپ کو کیوں دعوت نہ دیں - جب کہ ہماری رگ میں یہ تعلیم بھر دی گئی ہے

"جس ڈھنگ سے دشمن کو مغلوب کر سکیں - ویسے ہی کام کرنے چاہیئے" (صفحہ ۲۴۰)

"جیسے بگلا تصور باندھے ہوئے مچھلی کی تاک میں رہتا ہے - ویسے ضروریات کی فراہمی کے لئے غور کیا کرے - دولت وغیرہ چیزوں کو اور طاقت کو بڑھا کر دشمن کو فتح کرنے کے لئے شیر کی مانند طاقت کو کام میں لاوے - اور چیتے کی مانند چھپ کر دشمن کو پکڑے - نزدیک آئے ہوئے طاقتور دشمن سے خرگوش کی مانند دور بھاگ جائے - اور بعد ازاں ان کو حکمت سے پکڑے"

(ستیارتھ پرکاش)

احمدی ! بھائی یہ تو سراسر مکر و فریب ہے - بگلے کو تمام لوگ عیار اور مکار کہتے ہیں - چیتے کو شریر کہا جاتا ہے - یہ بہادری نہیں - کہ کسی کو چھل کپٹ سے نیچا دکھایا - بالفرض محال اگر قانون قدرت بدل گیا اور تمہارا مکر و فریب چل گیا - تو آپ لوگ نظام سلطنت کو کیسے چلائیں گے ؟

دیانندی :- "سلطنت کے ان چاروں اقتداروں پر ایسے لوگوں کو مقرر کرنا چاہیئے - جو وید اور شاستر کے پورے ماہر - عالم - فاضل - دھرماتما ہوں یعنی سپہ سالار اعظم - وزیر اعظم - عدالتہائے کا افسر اعظم اور راجا یہ چاروں سب علموں میں ماہر ہونے چاہئیں - ..... (۲) انجن ان چاروں ویدوں کے عالم نیز منطق نروکت (لغات وید) دھرم شاستر وغیرہ کے عالم فاضل ممبران انجمن ہوں ... رگوید - یجروید - سام وید کے عالم اگر تین شخص بھی رکن ہو کر آئین باندھیں - تو اس انجمن کی باندھی ہوئی آئین کا عدول بھی کوئی شخص نہ کرے ....

تمام ویدوں کا جاننے والا دو جوں میں افضل سنیاسی بذاتہ اکیلا ہی جس امر کی بابت قانون بنائے - یا آئین باندھے وہی عمدہ واجب التعمیل ہے"

احمدی :- اگر کوئی انسان مثلاً مسلم - سکھ - عیسائی - پارسی جو ویدوں کو نہیں مانتے - نہ جانتے ہیں - اگر قابل ہوں - اور کوئی قانون بنائیں - تو وہ ماننے کے لائق ہے یا نہیں ؟

دیانندی :- ہرگز ہرگز وہ واجب التعمیل نہیں ہو سکتا کیونکہ ہمارا مذہب یہ کہتا ہے :-

"بے علم (ویدوں سے ناواقف) ہزاروں - لاکھوں - کروڑوں ملکر بھی کوئی آئین باندھیں - تو اسے کبھی تسلیم نہ کرنا چاہیئے - بے علم (ویدوں سے ناواقف) جو قرائض بتلائیں - ان کو کبھی تسلیم نہ کرنا چاہیئے (صفحہ ۲۳۱ باب ۶)

"راجہ اور راج سبھا کے رکن لوگ تب ہی ہو سکتے ہیں - جبکہ وہ چاروں ویدوں کی تعلیم سے واقف ہوں"

(صفحہ ۲۳۲)

احمدی :- جن لوگوں نے آپ کی مدد کی یا آپ کے لئے قربانی کی - اور آپ کو راج ملنے میں کامیابی ہو گئی - اور پناہ دہندہ نے اگر آپ سے کچھ حق مانگا - تو اس کو کیا جواب دو گے !

دیانندی - اگر اس نے ویدوں کو مان لیا تو بہتر ورنہ ہم اس کے لئے بھی وہی تعلیم برتیں گے - جو ہم کو ہماری دیانند نے پڑھائی ہے - وہ یہ ہے :-

"جس کی پناہ لی ہو - اگر اس کے کاموں میں نقص دیکھے تو اس سے بھی اچھی طرح بلا اندیشہ جنگ ہی کرے" (صفحہ ۲۵۱)

احمدی :- فرض کرو - اگر تمہارا راجیہ قائم ہو جائے اور غیر مذاہب والے تمہارے مذہب کو نہ قبول کریں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور ان پر عمل کرنا مقبول خیال کریں۔ یعنی تمہارے ویدوں کو نہ مانتے ہیں۔ تو اُن سے کیسا سلوک روا رکھو گے۔

دیانندی:۔ جو شخص وید اور عابد لوگوں کی وید کے مطابق بنائی ہوئی کتابوں کی بے عزتی کرتا ہے۔ یعنی قبول نہیں کرتا۔ اس وید کی برائی کرنے والے منکر کو ذات جماعت اور ملک سے نکال دینا چاہیئے"

(صفحہ ۱۰۰۔ باب ۳)

"راجہ کو حاکم اعلےٰ تسلیم کرکے روئے زمین کو دشمنوں سے خالی کردو" (یجروید ۹/۴۰)

احمدی:۔ ان باتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ویدوں کے منکر کو قتل کردو۔ اور اس کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹا دو۔ یہ تو بہت بڑا ظلم ہے۔ جو ویدوں نے ظاہر کیا ہے۔ فرض کرو اگر ویدوں کے پیرو یعنی دھرماتما نالائق اور بے ہنر وغیرہ ہوں۔ تو پھر کیا کیا جائے۔ ذرا کھولکر بیان کردینا تا معمولی عقل والا بھی حقیقت سے واقف ہوسکے۔ اور ٹھوکر کھانے سے بچ جائے۔

دیانندی:۔ سچی انسانیت کا یہ تقاضا ہے:۔

"دھرماتما لوگ خواہ کتنے ہی بے کس۔ کمزور اور بے ہنر کیوں نہ ہوں (کسی قسم کی خوبی ان میں نہ ہو) اپنی ساری طاقت سے ان کی حفاظت ترقی اور ان کے خوش کُن بہاؤ کے لئے کوشش کرے"

صفحہ ۷۸۶

احمدی:۔ واہ بھئی واہ۔ یہ عجب انصاف ہے۔ اچھا یہ بتاؤ۔ کہ اگر کوئی ایسا سخت جان ہو۔ اور ان تمام ویدک دفعات کو سہہ کر ترقی کرے۔ اور حکومت حاصل کرے۔ تو اس کے لئے کیا حکم ہے۔

دیانندی:۔ "ادھرمی (ویدوں کا مخالف صفحہ ۷۸۹) خواہ سب سے بڑھکر صاحب وسیلہ نہایت طاقتور اور صاحب لیاقت بھی ہو۔ تو بھی اس کی بربادی تنزل اور تخریب ہمیشہ کیا کرے" صفحہ ۷۸۶

احمدی:۔ ان تمام حالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ نہ ہندوستان کا بھلا چاہتے ہیں۔ نہ آپ کو ہندوستانیوں کے ساتھ کسی قسم کی ہمدردی ہے۔ بلکہ آپ پورا پورا رام راجیہ چاہتے ہیں۔

دیانندی:۔ ہم تو کھلم کھلا یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ ہم آریہ صرف دیانندی راج چاہتے ہیں۔ ہم ڈنکے کی چوٹ کے ساتھ یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ ہم صرف رام راجیہ مانگتے ہیں۔ اگر اب بھی کوئی عقل کا اندھا نہ جان سکے تو یہ اس کی اپنی عقل کا قصور ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ہم ان نادان اندھوں کو اپنے لئے قربانی کا بکرا بنا کر مطلب حاصل نہ کریں۔ اگر کسی کو کسی قسم کا شک و شبہ ہو۔ تو وہ اب عقل کو ٹھکانے کرکے یہ سُن لے۔ خوب غور سے پڑھ لے:۔

"آریہ یوگ ہندوستان میں نہ انگریزوں کا راجیہ چاہتے ہیں۔ نہ مسلمانوں کا بلکہ رام راجیہ چاہتے ہیں"

(ملاپ لاہور ۲۷ اکتوبر ۱۹۲۹ء)

تمہیں کرتے ہیں قائل یا خطا میری بتاتے ہیں
مجھے ہی دیکھنی ہے منصفی انصاف والوں کی

(خاکسار فتح محمد احمدی شرما از کراچی)

گڑھوال رائفلز کے باغی اور آریہ سماج

سنیارتھ پرکاش کو پڑھنے والے اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں۔ کہ آریہ سماجی ایک سیاسی جماعت ہے۔ جس کا اولین مقصد یہ ہے۔ کہ غیر ملکی حکومت کو تہ و بالا کرکے خالص ہندو راج قائم کیا جائے۔ لیکن جب بھی اس حقیقت کا اظہار کیا گیا ہے۔ آریہ سماج نے اس کی تغلیط کے لئے اپنا تمام زور قلم صرف کردیا۔ مگر عجیب بات یہ ہے۔ کہ جب بھی کسی باغیانہ جماعت یا سازش کا انکشاف ہوا ہے۔ اس میں آریہ سماج کا تعلق ضرور ظاہر ہوتا ہے۔

ہندوستان میں انقلاب انگیز تحریک کی تاریخ کا اگر مطالعہ کیا جائے۔ تو ممکن نہیں کوئی ایک فتنہ بھی ایسا ہو۔ جس سے آریہ سماج کا کوئی تعلق ثابت نہ ہو لیکن وہ چونکہ پرانی باتیں ہیں۔ اس لئے انہیں اگر چھوڑ بھی دیا جائے۔ تو موجودہ واقعات میں بھی ہمارے اس دعویٰ کی تائید میں متعدد دلائل مل سکتی ہیں۔ مقدمہ سازش کاکوری میں جس ملزم کو سزائے پھانسی ہوئی۔ جو غالباً تبمل کرکے مشہور تھا۔ وہ پکا آریہ سماجی تھا۔ اور اس کے آریہ سماجی ہونے کا آریہ اخبارات نے علی الاعلان اعتراف کیا تھا۔ اس کے بعد مقدمہ سازش لاہور کے ملزمین کا تعلق بھی آریہ سماج سے ثابت ہوچکا ہے۔

پشاور میں فساد کے موقع پر گڑھوال رائفلز کے بعض ملازمین نے مفسدہ پرداز ہجوم پر گولی چلانے سے انکار کردیا تھا۔ چنانچہ ان لوگوں کا کورٹ مارشل کیا گیا جس کے دوران میں بقول پرکاش ۵ رجون یہ حقیقت منکشف ہوئی ہے۔ کہ:۔

"ان سپاہیوں میں سے جن پر مقدمہ بغاوت چلایا گیا ہے۔ کچھ آریہ سماجی ہیں۔ نانک چند رسنگھ جسے اس گروہ کا سرغنہ بتایا جاتا ہے۔ آریہ سماجی ہے۔ ..... کمپنی حوالدار میجر جتھل سنگھ نے اپنی شہادت میں بیان کیا۔ کہ چندر سنگھ اور نارائن سنگھ کا تعلق آریہ سماج سے ہے۔ اور چندر سنگھ نے کوشش کی تھی۔ کہ میں بھی آریہ سماج میں شامل ہوجاؤں"

اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ گڑھوال رائفلز کے بعض باغی سپاہیوں کے علاوہ باغیوں کا سرغنہ بھی آریہ سماجی تھا۔ اور نہ صرف آریہ سماج پر اعتقاد ہی رکھتا تھا۔ بلکہ آریہ سماج کا آنریری مبلغ بھی تھا۔ پس ان حقائق کی موجودگی میں آریہ سماج میں اگر ہمت ہے۔ تو ثابت کریں۔ کہ آریہ سماج ایک پولٹیکل جماعت نہیں ہے۔

دھرم بھکشو آریہ کی موت

بدزباں ہوتے ہیں آخر اس جہاں میں روسیاہ
جلد مٹ جاتے ہیں وہ ہوکر ذلیل و زشت و خوار

دھرم بھکشو مسافر لکھنوی مشہور بدزبان آریہ جس نے ابھی ایک سال نہیں گذرا کہ ایک سخت دل آزار کتاب "کلام الرحمٰن ویدہے یا قرآن" نام سے شائع کرکے اپنے لئے اپنے ہاتھوں ہلاکت کے سامان پیدا کرلئے تھے یکایک ہیضہ میں مبتلا ہوکر ۲۱ رجون کو لکھنؤ میں مرگیا۔ خشکم جہاں پاک ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہودی مشن

حضرت مسیح موعود کے علم کلام کا پایہ رفعت

اور

مولوی ثناء اللہ امرتسری کی کج فہمی اور جہالت

(۲)

(از ابوالبرکات مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی)

اب اس کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب کی غلط فہمی یا مغالطہ دہی کہ جس کی بناء انہوں نے منطقی قضایا پر رکھ کر اپنی فاضلانہ شان علم کے اظہار کے ساتھ حاشیہ آرائی کی ہے۔ اس کے متعلق بطور جواب کسی قدر عرض کیا جاتا ہے لیکن قبل اس کے کہ ان کے منطقی قضایا پیش کردہ کے متعلق کچھ لکھا جائے۔ مولوی صاحب کی ان کے اہل حدیث ہونے کے لحاظ سے اس امر کا اظہار افسوس سے کرنا پڑتا ہے۔ کہ مولوی صاحب کو چاہیئے تھا۔ کہ اس میدان میں احادیث کے حوالے پیش کرتے۔ لیکن انہوں نے حدیث کا ایک فقرہ پیش کر کے چپ سادھ لی۔ اور اہلحدیث۔ کے اسم سے موسوم و مسمی اخبار میں احادیث کی جگہ اہلحدیث ہو کر منطقی قضایا سے کام چلانے کی کوشش کی۔ اور اہلحدیث کے سلف صالحین کا اس موقع پر وہ مقولہ بھی بھول گئے۔ جو غالباً ہر اہلحدیث کے بڑے چھوٹے کو یاد ہوگا۔ یعنی ؎

فما انعلم الا فی کتاب و سنۃ
وما الجاہل الا فی کلام و منطق

جس کا یہ مطلب ہے۔ کہ علم تو صرف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی اتباع میں ملتا ہے۔ اور علم کلام اور منطق میں تو زی جہالت ہی ہے۔ امید ہے۔ کہ مولوی صاحب اس مقولہ کو ضرور یاد رکھیں گے۔ اور آئندہ اظہار جہل سے شرمائیں گے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں۔ (دیکھو صـ۳ کالم ۲:۔

"اب ہم بتانا چاہتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب کی خود اپنی دو عبارتیں اسی ایک صفحہ کی متضاد ہیں۔ جو اہل نظر کے لئے ہم نقل کرتے ہیں۔ آپ کا ایک فقرہ یہ ہے "ہم جانتے ہیں۔ کہ خدا کے تمام صفات کبھی ہمیشہ کے لئے معطل نہیں ہوتے" دوسرا فقرہ۔ ہم نے ہمیشہ کی قید لگا دی ہے۔ کہ خدا کی صفات میں سے ایک وحدت کی صفت بھی ہے۔ کیونکہ اس کی ذات کے لئے کسی دوسری چیز کا وجود ضروری نہیں اس لئے وہ بھی زمانہ آئے گا۔ کہ خدا کل نفس موجودات مٹا دے گا۔ تا اپنی وحدت کی صفت کو ثابت کرے اور ایسا ہی پہلے بھی زمانہ آچکا ہے" بظاہر یہ دونوں فقرے متخالف اور متضاد ہیں۔ مگر ہم منطقی اصطلاح میں ان کو متحد کر کے ان کی تعبیر یوں کرتے ہیں۔

صفات اللہ لیست معطلۃ دائما ۔ سالبہ دائمہ
صفت الواحدۃ لیست معطلۃ دائما ۔ " "

یہ دونوں قضیے سالبہ دائمہ ہیں۔ اور سالبہ کا عکس موجبہ مطلقہ ہوتا ہے۔ جو یہ ہے "صفات اللہ معطلۃ بالبعض"۔ پس یہ دو قضیے مضمون میں متحد ہو گئے۔ یعنی ان دونوں کا مفہوم یہ ہوا۔ کہ صفات الٰہیہ ہمیشہ معطل نہیں ہوتیں۔ بلکہ بعض اوقات مشغول اور بعض اوقات معطل۔ پس ان دونوں کے اتحاد سے قضیہ موجبہ مرکبہ بصورت مطلقہ خاصہ یوں پیدا ہوگا۔ صفات اللہ مشغولۃ بالفعل لا دائما یعنی اللہ کی صفات ہمیشہ مشغول نہیں کبھی مشغول کبھی معطل"

اس کے بعد مولوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"ہماری اس کوشش سے مرزا صاحب کے دو متضاد فقرے جمع تو ہو گئے۔ مگر بڑی خرابی یہ پیدا ہو گئی۔ کہ ان کے دعوی اور دلیل میں تخلف پیدا ہو گیا کیونکہ جب خدا کی صفات کا ہمیشہ کے لئے تعطل منع ہو کر لگا ہے تعطل جائز ہوا۔ تو مرزا صاحب کا یہ فرمانا غلط ہو گیا۔ کہ "خدا تعالیٰ کی قدیم صفات پر نظر کر کے مخلوق کے لئے قدامت نوعی ضروری ہے۔ مگر قدامت شخصی ضروری نہیں"

اس کے بعد مولوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"یہ ہم کہتے ہیں۔ کہ جس حال میں آپ نے اعتراف کیا۔ کہ صفات الٰہیہ کا بعض اوقات تعطل جائز ہے۔ جیسے بقول آپ کے حالت وجود کائنات میں خدا کی وحدت محضہ ثابت نہیں۔ بلکہ اس کے ثبوت کے لئے اشیاء کا فنا ہونا ضروری ہے۔ تو اسی طرح ممکن ہے۔ سلسلۂ دنیا سے پہلے صفت خالقیت معطل ہو۔ پھر قدامت نوعی اور ضرورت کیا۔ فافہم ولا تکن من القاصرین"

اب اس کا جواب سنئے

مولوی صاحب نے اپنے منطقی قضایا کی تشریح کے بعد جو امر بطور نتیجہ کے پیش کیا ہے وہ بہ الفاظ ذیل ذکر کیا ہے۔ یعنی یہ کہ:۔

"یہ سب خدا کی صفات کا ہمیشہ کے لئے تعطل منع ہو کر لگا ہے تعطل جائز ہوا۔ تو مرزا صاحب کا یہ فرمانا غلط ہو گیا۔ کہ "خدا تعالیٰ کی قدیم صفات پر نظر کر کے مخلوق کے لئے قدامت نوعی ضروری ہے۔ مگر قدامت شخصی ضروری نہیں"

مولوی صاحب کاش آپ میں مادہ فہمید کا ہوتا۔ تا آپ سیدنا حضرت مرزا صاحبؑ کے کلام کو سمجھ سکتے۔ اور سمجھنے کے بعد آپ کو عبث طور پر اخبار کے کالم اور صفحات سیاہ نہ کرنے پڑتے۔ مولوی صاحب حضرت مرزا صاحبؑ کی جس بات کو آپ غلط قرار دے رہے ہیں۔ یہی تو وہ بات ہے۔ جو دراصل ایک حقیقت ہے۔ جس کی بناء پر ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ سیدنا حضرت مرزا صاحبؑ کی تعلیم عین اسلام کی تعلیم کے مطابق ہے۔ جس کے نہ سمجھنے کی وجہ سے آپ نے اپنی غلط فہمی سے اسے اور دوسرے بھائیوں کے لئے موجب حسد و جلن بنا دیا ہے۔ اب غور کریں کہ کیا حضرت مرزا صاحب کا یہ فرمانا کہ:۔ "یہ غرض ابتداء میں خدا کی صفت وحدت کا ظہور تھا" اور ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ اس دور سے پہلے کئی دفعہ ظہور کیا۔ بلکہ یہ دور قدیم اور غیر متناہی ہے۔ بہرحال صفت وحدت کے دور کو دوسری صفات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پر تقدم زمانی ہے"

ایک صداقت اور حقیقت ہے۔ یا قابل اعتراض بات اور غلط امر۔

دیکھئے حدیث کان اللہ ولم یکن معہ شیئ کیمطابق آپ ابتداء میں خدا تعالےٰ کی صفت وحدت کا دور تسلیم کر رہے ہیں۔ اور یہ کہ دور وحدت کا زمانہ کتنا لمبا اور کس مقدار کا تھا۔ اس کا اندازہ بھی خدا کے سوا کوئی نہیں لگا سکتا۔ اور پھر یہ کہ دور وحدت کے بعد دور خلق کا زمانہ کتنی طوالت اور وسعت کا تھا۔ اس کا علم بھی انسانی فہمیدہ اور علم سے بالاتر ہے۔ جسے خدا ہی خوب جانتا ہے۔ جب ایک ایک دور کے زمانہ کے مقدار کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ تو حضرت مرزا صاحب کا دوروں کے متعلق یہ فرمانا کہ :۔

"ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ اس دور نے کتنی دفعہ ظہور کیا بلکہ یہ دور قدیم اور غیر متناہی ہے"

جس سے ظاہر ہے۔ کہ ایک دور کے زمانہ کی مقدار کا علم تو درکنار۔ ان دوروں کا بار بار ظہور بھی بلحاظ تعداد کے قدیم اور غیر متناہی ہے۔ تو اس صورت میں آپ کا یہ اعتراض کہ :۔

"اسی طرح ممکن ہے۔ سلسلہ دنیا سے پہلے صفت خالقیت معطل ہو۔ پھر قدامت نوعی کیا اور ضرورت کیا"

کیا غلط اور بے سود اور لایعنی ہے۔ کیا آپ حدیث کان اللہ ولم یکن معہ شیئ کے رُو سے جب صرف خدا ہی خدا تھا۔ اور اس کے ساتھ اور کوئی چیز موجود نہ تھی خدا تعالےٰ کی صفت خالقیت کو بحالت تعطل نہیں مانتے۔ اور پھر جب صفت خالقیت سے دور خلق شروع کیا گیا۔ تو اس کے متعلق خدا کے علم کی نسبت سے نہیں۔ بلکہ مخلوق کے علم کی نسبت سے مقدار زمانہ کا نحوی مدلبت یا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اگر نہیں لگا سکتے تو پھر بجز لفظ قدیم اور قدامت کے اس کے لئے کونسا لفظ استعمال کر سکتے ہیں۔ کیونکہ صفت خالقیت کا ظہور جو خلق کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ گو اس کی ابتداء ہوئی۔ لیکن اس صفت خالقیت کے لئے کہ اس کا ظہور کب سے ہے۔ کوئی ابتداء بتا نہیں سکتے۔ اور نہ ہی اس کے لئے صفات کی قدامت پر نظر رکھتے ہوئے اسے حادث کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہیں .. ....

کیا آپ یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ خدا کی صفت خالقیت کا ظہور بلحاظ ظہور فعل خلق وہاں سے شروع ہوا۔ یا اس کی ابتداء زمانہ کے لحاظ سے وہاں سے ہے۔ جب آپ نہیں کہہ سکتے۔ تو صفات کی شان قدامت پر نظر رکھتے ہوئے اور نیز خدا تعالےٰ کی صفت فعال لما یرید پر بھی نگہ رکھتے ہوئے ابتداء کا تعین اڑا دینگے۔ تو پھر امر بے ابتداء کا مفہوم قدامت سے تعبیر نہ ہوگا تو کس سے ہوگا۔ اور جب آج اس وقت بھی خدا تعالےٰ کی صفت خالقیت کے تازہ ظہور اور اس کے تازہ ظہور فعل کو حادث سمجھتے ہوئے پھر خدا کی صفت خالقیت کو اور اس کے ظہور فعل کے لمبے سلسلہ کے لحاظ سے جو ہماری علمی نگاہوں سے بیش از بیش اور آگے ہی آگے نکلتا ہوا اس طرف کو چلا جاتا ہے۔ جسے ہم ابتداء کے لفظ سے تعبیر کرنے سے قاصر ہیں) قدیم ہی سمجھتے ہیں۔ تو فعل خلق جو مخلوق کی صفت اور ایجاد کو مستلزم ہے۔ اس کے ظہور کی ابتداء کے عدم تعین کی وجہ سے اسے بھی تو صفت خالقیت کے مرتبہ ظلیت میں لفظ قدیم سے ہی تعبیر کرینگے ؟

اور اگر مولوی صاحب اس بات سے انکار کریں۔ تو میں ان کو ان کے مسلمہ عقیدہ کے رُو سے ملزم اور قائل کر سکتا ہوں۔ ان کا عقیدہ حدیث کان اللہ ولم یکن معہ شیئ کے رُو سے یہ ہے۔ کہ ایک ایسا بھی زمانہ تھا۔ جب کہ خدا ہی خدا تھا۔ اس کے ساتھ اور کوئی چیز موجود نہ تھی۔ اب مولوی صاحب بتائیں کہ جب خدا تھا۔ تو کان جو ماضی کا صیغہ ہے۔ اور زمانہ پر اطلاق پائے سے حدوث پر دلالت کرتا ہے۔ کیا آپ ان الفاظ کے رُو سے خدا کو حادث قرار دینگے۔ اگر حادث قرار نہ دینگے تو شان قدامت اور ازلیت تو زمانہ کی نسبت سے بے تعلق ہے۔ کان کی موجودگی میں جو زمانہ ماضی پر دلالت کرتا ہے خدا کو قدیم اور زمانہ ماضی کے اثر حدوث سے منزہ کیوں کر قرار دینگے۔ اس کا جواب مولوی صاحب بجز اس کے نہیں دے سکتے۔ کہ وہ کان کو ماضی قرار دیتے ہوئے اس کے سلسلہ کو اس حد تک پیش از پیش لمبا تصور کریں کہ جس کے لئے ابتداء کا لفظ استعمال کرنا خدا تعالےٰ کی شان ازلیت کے لحاظ سے مناسب اور موزون نظر نہیں آتا۔ پس جس طرح کان کی ماضی کے ہوتے ہوئے مولوی صاحب بوجہ ابتداء کے عدم تعین کے خدا کو بے انتہاء اور قدیم کہہ سکتے ہیں۔ یہی حکم خدا کی صفت خالقیت اور اس کے ظہور فعل خلق پر لگایا جا سکتا ہے۔ اور انہی معنوں میں سیدنا حضرت مرزا صاحبؑ نے نوع خلق کے لئے قدامت کا لفظ استعمال فرمایا۔ اور بوجہ استلزام اثر فعل خالقیت قدامت کے ساتھ لفظ "ضروری" کا اضافہ فرمایا۔ جو برمحل اور مناسب معلوم ہوتا ہے وہو المقصود +

دوسرے مولوی صاحب اسی حدیث یعنی کان اللہ ولم یکن معہ شیئ کے رُو سے جب یہ مانتے ہیں۔ کہ ایک وقت ایسا بھی تھا۔ کہ خدا ہی خدا تھا۔ تو کیا خدا تعالےٰ کی صفت وحدت کا یہ دور صفت خالقیت کے دور خلق کے منافی ہونے سے اس کے لئے باعث تعطل نہ تھا۔ اگر اس وقت صفت خالقیت کا تعطل ایک لازمی امر ہے۔ تو مولوی صاحب بتائیں۔ کہ کیا سیدنا حضرت مرزا صاحبؑ کا پیش کردہ مسئلہ جو دور وحدت اور دور خلق کے متعلق پیش کیا گیا ہے۔ کیا وہ اس حدیث کے مفہوم اور مطلب کے خلاف ہے۔ اگر خلاف نہیں۔ تو مولوی صاحب آنکھیں کھولیں۔ اور ہوش سنبھالیں۔ کیا وہ اعتراضات اپنے ہی مسلمات پر تو نہیں پیش کر رہے۔

اور مولوی صاحب کا اخبار اہلحدیث محولہ کے صفحہ ۴ اور کالم اوّل پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبارت کے فقرات کو چار نمبروں پر تقسیم کر کے اور بترتیب ذیل پیش کر کے اعتراض کرنا بھی اسی قبیل سے ہے۔ جو اوپر مذکور ہوا۔

"(۱) یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے۔ کہ دائمی طور پر تعطل صفات الٰہیہ کبھی نہیں ہوتا۔

(۲) اور بجز خدا کے کسی چیز کے لئے قدامت شخصی تو نہیں۔ مگر قدامت نوعی ضروری ہے۔

(۳) اور خدا کی کسی صفت کے لئے تعطل دائمی تو نہیں مگر تعطل بعادی کا ہونا ضروری ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۴) اور چونکہ صفت ایجاد اور افنار باہم متضاد ہیں۔ اس لئے جب افنار کی صفت کا کامل دور آجاتا ہے تو صفت ایجاد ایک میعاد تک معطل رہتی ہے۔"

(چشمہ معرفت صفحہ ۲۶۲ و ۲۶۳)

اور مولوی صاحب ان فقرات کے نیچے یہ لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"یہ چوتھا فقرہ ان سب فقرات کی پوری تشریح ہے جس کا مفہوم صاف ہے۔ کہ قضیہ مطلقہ عامہ کی صورت میں کبھی کبھی صفات الٰہیہ کا تعطل جائز ہے۔ بھلا ان مقدمات کو لکھنے اور ماننے والا یہ کیونکر کہہ سکتا ہے۔ کہ قدامت شخصی تو نہیں۔ قدامت نوعی ضروری ہے۔ بحالیکہ اسی حوالہ میں آپ کا پانچواں فقرہ یہ بھی ہے (۵) غرض ابتداء میں خدا کی صفت وحدت کا دور تھا۔ اور ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ اس دور نے کتنی دفعہ ظہور کیا۔ بلکہ یہ دور قدیم اور غیر متناہی ہے۔ بہرحال صفت وحدت کے دور کو دوسری صفات پر تقدم زمانی ہے۔" (حوالہ مذکور)

اس کے بعد مولوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"ناظرین! کیا یہ فقرہ قدامت نوعی کے خلاف نہیں جو نہیں کہے وہ معطل المتکلمین کا اسی کے ساتھ فقرہ ششم ملاحظہ کرے۔ جو یہ ہے "پس اسی بناء پر کہا جاتا ہے۔ کہ ابتداء میں خدا اکیلا تھا۔ اور اس کے ساتھ کوئی نہ تھا۔ اور پھر خدا نے زمین و آسمان کو اور جو کچھ ان میں ہے پیدا کیا۔ اور اسی تعلق سے اس نے اپنے اسماء ظاہر کئے الخ" (حوالہ مذکور)

مولوی صاحب پھر لکھتے ہیں:۔

"حضرات غور فرمائیے۔ ایک ہی حوالہ ہے۔ جس کے مقدمات باہمی متخالف پھر جو نتیجہ نکالا۔ وہ ان مقدمات کے مخالف۔ پھر جو تفریع کی وہ نتیجہ کے مخالف۔"

مولوی صاحب کے ان پیش کردہ امور کی تنقیح اور تنقید کو پڑھتے ہوئے زبان سے بے ساختہ یہ شعر نکلتا ہے ؎

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد
عیب نماید ہنرش در نظر

مولوی صاحب کے اعتراض کی ساری قوت اور زور اس بات پر صرف ہو رہا ہے۔ کہ جب خدا کی صفت وحدت کا دور پہلے تسلیم کیا گیا ہے۔ جب کہ خدا کی صفت خالقیت کے لئے تعطل پایا جاتا ہے۔ اور ایسا ہی نوبت بہ نوبت دور وحدت اور دور ایجاد خلق کا ظہور میں آنا بھی مسلم ہے۔ تو پھر یہ امر قدامت نوعی کا کیوں مبطل نہیں۔ اور مرزا صاحبؑ کا اس سے قدامت نوعی کا مسئلہ اخذ کرنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ اس کا جواب تو بہت کچھ تفصیل کے ساتھ اوپر بھی ہو چکا ہے۔ لیکن کسی قدر اور بھی توضیح کر دی جاتی ہے۔ اور وہ یہ کہ مولوی صاحب حضرت مرزا صاحبؑ کی اصطلاح کو نہ سمجھنے اور اسے ملحوظ نہ رکھنے کی وجہ سے یہ اعتراض پیش کر رہے ہیں۔ مولوی صاحب اگر کچھ بھی غور کرتے۔ تو انہیں اس بات کا سمجھ لینا کچھ دشوار نہ تھا۔ کہ حضرت مرزا صاحبؑ نوع خلق کی قدامت کو خدائے ازلی کی قدامت کے معنوں میں نہیں لے رہے۔ کیونکہ جب آپ خدا کے لئے اس کی صفت وحدت کے دور کو دور ایجاد خلق پر مقدم کر رہے ہیں۔ تو اس سے ظاہر ہے۔ کہ دور وحدت کے تقدم سے جو قدامت خدا تعالےٰ کے لئے مفہوم ہوتی ہے۔ وہ نوع خلق کے لئے ہرگز مفہوم نہیں ہوتی۔ اب اس صورت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نوع خلق کے لئے لفظ قدامت کا استعمال کرنا بصراحت معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ ایک الگ اصطلاح قرار دیکر پیش کی گئی۔ جس کے دو سبب معلوم ہوتے ہیں ایک انسانی علم و فہم اور انسانی حسابات کے سلسلہ نوع خلق کی ابتداء کی دریافت سے قاصر رہ جانے سے دوسرے صفت خالقیت کے ظہور فعل خلق کا آغاز سمجھنے سے عاجز رہ جانے سے۔ اور گو ابتداء سلسلہ نوع خلق اور آغاز ظہور فعل خالقیت بوجہ لازم ملزوم ہونے کے الگ الگ اور آپس میں متخالف نہیں۔ اور بلحاظ حقیقت دونوں کا فرق بحیثیت اصل اور ظل کے ہے۔ لیکن نسبت قدامت جو صفت خالقیت کو ہے۔ وہ ظہور فعل خالقیت کو حاصل نہیں تاہم عدم علم ابتداء کے لحاظ سے سیدنا حضرت مرزا صاحبؑ کی اصطلاح میں جیسے صفت خالقیت کو حقیقی طور پر نسبت قدامت حاصل ہے۔ ویسے ہی ظہور فعل خالقیت اور نوع خلق کے لامحدود سلسلہ کو مجازی طور پر حاصل ہے۔

اور اگر مولوی صاحب کو دور ایجاد خلق کے بار بار تعطل سے ہر بعد کے دور خلق کا سلسلہ دور وحدت کے وقفہ کے لحاظ سے تعجب میں ڈالتا ہوا قدامت نوعی کے لئے اعتراض پر آمادہ کرتا ہو۔ تو اس کا جواب بھی عدم علم ابتداء و آغاز سلسلہ کے معنوں میں بدستور سابق مفہوم اور قیاس ہو سکتا ہے۔ مثلاً یہ دور خلق و ایجاد جس میں ہم ہیں معلوم نہیں۔ کہ وحدت اور خلق کے کتنے دوروں کے بعد ظہور میں آیا۔ لیکن باوجود اس تاخر اور بعدیت کے جو موجودہ دور کو حاصل ہے مولوی صاحب بتا سکتے ہیں۔ کہ اس دور موجودہ کی ابتداء کے لئے خدا تعالےٰ کی صفت خالقیت فعل خلق کے لحاظ سے کب ظہور فرما ہوئی۔ اور اس بناء پر وہ بتلا سکتے ہیں کہ موجودہ دور کی مخلوق کا آغاز کب سے ہے۔ پس جب وہ نہیں بتا سکتے۔ اور موجودہ دور کی مخلوق اور موجودہ دور خالقیت کے ظہور فعل کے آغاز اور ابتداء کے متعلق بوجہ علم قاصر و فہم قاصر قدامت کا لفظ بولنے پر مجبور ہیں۔ تو یہ سلسلہ خلق جو ابتداء سے لامحدود دوروں کے ساتھ چلا آتا ہے۔ اس کے لامحدود اور غیر متناہی سلسلہ پر نظر رکھتے ہوئے کیوں قدامت کا لفظ نوع خلق کے متعلق استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ اور پھر دور خالقیت کے تعطل اور درمیانی وقفہ سے جو دور وحدت کے تعرض سے پیدا ہوتا ہے۔ اسکی قدامت کا مبطل نہیں۔ جس طرح دور خالقیت کا۔ تعرض دور وحدت کی قدامت کا مبطل نہیں۔ وجہ یہ ہے۔ کہ چونکہ خدا تعالےٰ کی صفات ازلی ہونے کے ساتھ ابدی ہونے کی صفت سے بھی متصف ہیں۔ اور ازلیت اور ابدیت بے ابتداء اور بے انتہاء اور بلا آغاز اور بلا انجام حیثیت کے معنوں میں تسلیم کی گئی ہے۔ اس لئے صفات کا اثر جو ظہور فعل کے معنوں میں پایا جاتا ہے۔ وہ بھی نوبت بنوبت اپنے دوروں کے لحاظ سے ازلیت اور ابدیت کی صفت سے متصف ہے۔ جس کی بناء پر سلسلہ نوع خلق بھی بوجہ اثر ظہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صفات ہونے کے قدامت اور ابدیت کی صفت سے متصف ہونے سے محروم نہیں۔ ہاں جیسا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ ہم بھی یہ ضرور کہتے ہیں کہ:۔

"بجز خدا کے کسی چیز کے لئے قدامت شخصی تو نہیں مگر قدامت نوعی ضروری ہے"

فافہم ولا تکن من القاصرین۔ (باقی دارد)

(مولوی) ابوالبرکات غلام رسول راجیکی)

عیسائی مشن

اسلام اور جہاد بالسیف

(۲)

عیسائی مورخین کی غلط بیانی

اسلامی غزوات کے متعلق عیسائی مورخ ہمیشہ اس غلط بیانی سے کام لیتے رہے ہیں۔ کہ مسلمان جب تک مکہ معظمہ میں کمزور و ناتواں رہے۔ انہوں نے دشمنانِ دین کی ایذا رسانی پر صبر سے کام لیا۔ مگر جونہی ان کے ہاتھوں میں قوت پیدا ہوئی ان کی جمعیت میں اضافہ ہوا۔ اور ان کے دائیں بائیں فداکاروں کا ایک کثیر مجمع ہوگیا۔ تو انہوں نے تلوار اٹھائی۔ اور ہر اس شخص کو جس نے اسلام لانے سے انکار کیا۔ تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ گویا ابتداء میں اگر مسلمانوں نے جنگ شروع نہیں کیا۔ اگر مخالفین کے مقابلہ کو ترک رکھا۔ تو اس کی یہ وجہ نہ تھی۔ کہ وہ صابر اور تکالیف میں قضاء الٰہیہ کے شاکر تھے۔ بلکہ صرف یہ وجہ تھی۔ کہ ان میں ابھی مقابلہ کی طاقت مفقود تھی۔ ان میں لڑائی کی اہلیت نہ تھی۔ جب دیکھا۔ کہ تعداد میں اضافہ ہوگیا ہے۔ انہوں نے خون کی ندیاں بہادیں۔ اس خیال کا اظہار بالعموم معاندین اسلام کی طرف سے کیا جاتا تھا۔ اور جیسا کہ ہر شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ ان کے اس بے بنیاد قول کا یہی منشاء ہوتا تھا۔ کہ تا مسلمانوں پر تشدد کا الزام عائد ہو۔ تا کہا جاسکے۔ کہ اگر کفار نے ظلم کیا۔ تو مسلمانوں نے بھی کمی نہیں کی۔ صرف فرق یہ ہے کہ جب کفار کا غلبہ تھا۔ انہوں نے مسلمانوں کو ایذاء پہنچائی۔ اور جب مسلمانوں میں زور پیدا ہوا۔ انہوں نے کفار کا گلا کاٹا۔ گویا عوض معاوض گلہ ندارد۔ جیسا اپنے زور بازو کے گھمنڈ میں مکہ معظمہ میں کفار نے ستم توڑے ویسے ہی مدینہ میں آکر اپنے زور بازو کے بل بوتے پر مسلمانوں نے ان پر بے پناہ مظالم ڈھائے۔

مسلمانوں پر افسوس

اس خیالی کا اظہار اگر صرف مخالفین کی طرف سے کیا جاتا۔ تو کوئی افسوس کی بات نہیں تھی۔ کیونکہ ان کا شیوہ ہی حق پوشی اور الزام تراشی ہے۔ مگر تعجب اور افسوس ہے کہ آج بعض مسلمان کہلانے والے بھی اس خیال باطل میں گرفتار ہیں۔ چنانچہ معاصر "ہمت" لکھتا ہے:۔

"ابتداءً آپ کے پاس جنگ کرنے کی قوت نہ تھی۔ آپ نے پہلے جہاد بالصبر فرمایا۔ اور کامیاب ہوئے۔ آپ کے گرد فداکاروں کا مجمع ہوگیا۔ اس کے بعد جہاد بالسیف کی نوبت آئی۔ اس میں بھی آپ کامیاب ہوئے"

(۸ رجون)

حالانکہ یہ غلط اور بے بنیاد امر ہے۔

ابتداء میں جنگ نہ کرنے کی وجہ

بے شک ابتداء میں مسلمانوں نے جنگ نہیں کیا۔ کفار کے مقابل پر صف آرا نہیں ہوئے دشمنان دین کی ستم آرائیوں کو کمال صبر و تحمل سے برداشت کرتے چلے گئے۔ مگر اس کی یہ وجہ نہیں تھی کہ ناطاقتی اور کمزوری اس کا باعث تھی۔ سامان حرب کی غیر موجودگی اس کا موجب تھی۔ بلکہ حق یہ ہے۔ کہ مسلمان اگر اس وقت رُکے ہوئے تھے۔ تو صرف خدا کے حکم کے ماتحت۔ نہ کہ اپنی بے بضاعتی کی وجہ سے۔ چنانچہ تواریخ سے صاف ثابت ہے۔ کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف صحابہ کے ہمراہ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ جب ہم مشرک تھے۔ ہماری طرف کوئی آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ مگر آج ہم مسلمان ہیں۔ تو ہمیں ہر شخص ایذا اور دکھ دے رہا ہے۔ آپ ہمیں اجازت دیں۔ کہ ہم ان کے حملوں کی سرکوبی کے لئے ان کے مقابل پر کھڑے ہوں۔ اور بتائیں کہ مسلمان کبھی کمزور نہیں ہوتا۔ مگر آپ نے سن کر فرمایا۔ انی امرت بالعفو ولا تقاتلوا فانی لم امر بالقتال مجھے خدا نے عفو کا حکم دیا ہے۔ پس میں لڑنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ اس صاف اور سچے واقعہ سے کس طرح روشن طور پر ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مسلمانوں کا کفار کے مقابل پر تلوار اٹھانا اس وجہ سے نہیں تھا۔ کہ ان میں ہمت مفقود تھی۔ بلکہ صرف یہ وجہ تھی۔ کہ آنحضرت صلعم کو خدائے پاک کی طرف سے عفو کا حکم دیا گیا تھا۔ کہ ان کا مت مقابلہ کرو۔ یہی وجہ تھی۔ کہ مسلمان خاموش رہے۔ ان پر ہر رنگ میں مصائب اور تکالیف کا پہاڑ گرایا گیا۔ انہیں مارا اور پیٹا گیا۔ جلتی ریت پر لٹا کر ان کے سینوں پر بڑے بڑے بھاری اور بوجھل پتھر رکھ کر گھسیٹا جاتا۔ اور کہا جاتا کہ محمد صلعم سے علیحدہ ہو جاؤ۔ اور لات و عزیٰ کی پرستش کرو۔ اگر ایسے روح فرسا حادثات کے وقت خدا کا حکم انہیں روکے ہوئے نہ ہوتا تو قطعاً ناممکن تھا وہ خاموش رہتے۔ وہ ضرور مقابلہ پر اٹھتے اور لڑتے۔ خواہ پھر خود ہی مر جاتے۔ کیونکہ کون شخص ایسا ہے۔ جو دنوں کے بعد دن گذریں۔ اور سالوں کے بعد سال مگر مظالم برداشت کرتا چلا جائے۔ صرف ایک خدائی روک تھی۔ جس نے ان بہادرانِ اسلام کو منہ توڑ جواب دینے سے روکا ہوا تھا۔ اور خدا چاہتا تھا۔ کہ کفار پر اتمام حجت کر دیا جائے۔ تا ایسا نہ ہو۔ وہ بعد میں کہدیں۔ ہمیں اسلام کا کیا پتہ۔

مسلمانوں نے کس حالت میں تلوار اٹھائی

چنانچہ بعد کے واقعات بھی ہمارے اس دعویٰ کو ثابت کر رہے ہیں۔ مسلمانوں نے مدینہ میں آکر تلوار اٹھائی۔ اور دشمنوں کا مقابلہ کیا۔ مگر کون کہہ سکتا ہے۔ اس وقت مسلمان زور آور ہو چکے تھے۔ بیشک ان کی تعداد میں قدرے اضافہ ہو چکا تھا۔ مگر اسی نسبت سے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ان کے معاندین میں بھی اضافہ ہو چکا تھا۔ پس اگر تعداد کچھ زیادہ بھی ہوگئی تھی۔ تب بھی دشمنوں کی وسعت اور زیادت کے مقابل پر یہ کچھ بھی قابل ذکر بات نہیں تھی۔ پس اس وقت جب مسلمانوں نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سائمن کمیشن کی سفارشات کے متعلق حضرت امام جماعت احمدیہ کی رائے

سفارشات مایوس کن اور غیر تسلی بخش ہیں

راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کی ضرورت میں اضافہ

ایک نمائندہ اخبار سے ملاقات کے دوران میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ امام جماعت احمدیہ نے سائمن کمیشن کی سفارشات کی اس رپورٹ کی بناء پر جو اخبارات میں شائع ہوئی ہے۔ بہت مایوسی کا اظہار کیا حضور نے فرمایا:۔

اگر یہ بات تسلیم بھی کر لی جائے۔ کہ درجہ نو آبادیات فوراً حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ تو بھی سائمن کمیشن کی سفارت ماڈریٹ خیال کے لوگوں کی توقعات سے بھی بہت کم ہیں۔ صوبجاتی آزادی جس کی سفارش کی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ایسی شرائط لگا دی گئی ہیں کہ ان کے ہوتے ہوئے صوبجاتی حکومت چند محدود لوگوں کی حکومت کا رنگ اختیار کر لے گی۔ اور ان لوگوں کے واسطہ سے برطانوی حکومت کا دخل اسی طرح قائم رہے گا۔

یہ عجیب بات ہے۔ کہ فوجی مسئلہ۔ مسلم حقوق اور کونسل آف سٹیٹ کے متعلق رپورٹ کے پہلے اور دوسرے حصہ میں متضاد خیالات کا اظہار کیا گیا ہے۔ رپورٹ اس لحاظ سے بھی مایوس کن ہے کہ بہت سے امور مزید تحقیقات اور بحث کے لئے چھوڑ دیئے گئے ہیں۔ اور بعض امور کے متعلق جن کا معین حل ضروری تھا مختلف آراء پیش کر دی گئی ہیں۔ تناسبی نیابت کے متعلق مسلمانوں کے مقابل کے مطالبات پوری طرح بیان نہیں کئے گئے۔ اور اس لحاظ سے بھی یہ رپورٹ مبہم اور غلط فہمی پیدا کرنے والی ہے۔ یورپین لوگوں کو ان کے جائز استحقاق سے بہت زیادہ دیا گیا ہے۔ یعنے سنٹرل لیجسلیچر میں ان کو آبادی کی نسبت سے ڈیڑھ سو گنا زیادہ نیابت دی گئی ہے۔ مسئلہ سندھ کا حل بھی غیر تسلی بخش ہے۔ اور صوبہ سرحد کو ایک غلط تشبیہ کی بناء پر تقریباً کچھ بھی دینے کا وعدہ نہیں کیا گیا۔ اور ہندوستانی ریاستوں کے سوال کا حل نہ تو والیان ریاست کے لئے تسلی بخش ہے۔ اور نہ ہی ہندوستان کے لئے۔

سلسلہ کلام ختم کرتے ہوئے حضور نے فرمایا:۔

اس رپورٹ نے راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کی ضرورت میں بہت اضافہ کر دیا ہے۔ اور آپ نے مسلمانوں سے اپیل کی۔ کہ وہ اپنے آپ کو پوری طرح منظم کریں تاکہ اس کانفرنس میں مضبوط اور متحدہ محاذ پیش کر سکیں۔

حضور نے یہ بھی فرمایا۔ رپورٹ کا متفقہ ہونا یہ ثابت کرتا ہے۔ کہ انگلینڈ کی تمام پارٹیاں ہندوستانی مسئلہ کی اہمیت کو سمجھنے میں ناکام رہی ہیں۔ اور اسے مدنظر رکھتے ہوئے مسٹر بین اور لارڈ اروِن کے ہمدردانہ رویہ کا جو انہوں نے اب تک قائم رکھا ہے۔ ہمیں ممنون ہونا چاہیئے۔ ان کے سامنے اب ایک بہت دشوار کام ہے۔ اس لئے وہ ہماری ہمدردی کے مستحق ہیں۔ ہمیں ان کی ہر ممکن طریق سے مدد کرنی چاہیئے۔ اور ان کے راستے میں روکاوٹیں پیدا نہ کرنی چاہئیں۔

اطلاع جن احباب کے نام جنوری سے اخبار جاری ہے۔ ان کا ششماہی چندہ اس پرچہ کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے۔ اگلا پرچہ چھ ماہ کے لئے وی پی ارسال ہوگا۔ وصول کر لیں۔

(مینجر فاروق)

اسلام جبر کی تعلیم نہیں دیتا

معاصر "تمدن" رقمطراز ہے:

کہ رسول اللہ صلعم نے یہ ساری دنیا کو یہ سبق دے دیا۔ کہ جب ہاتھ میں تلوار نہ ہو۔ تو جہاد بالصبر کریں۔ اور جب قوت ہو۔ تو ان کو جہاد بالسیف کا بھی حق ہے۔

حالانکہ قرآن نے بلا وجہ محض طاقت کے گھمنڈ پر ایسا جہاد شروع کر دینا بالکل ناجائز قرار دیا ہے۔ قرآن نے کہیں ایک جگہ بھی نہیں کہا۔ اے مسلمانو۔ جب تمہیں طاقت ملے تو تم تلوار اٹھاؤ۔ اور کفار کے مقابل پر کھڑے ہو جاؤ۔ وہ تو بار بار کہتا ہے۔ لا اکراہ فی الدین۔ انما علی الرسول البلاغ المبین۔ ما انا علیکم بوکیل۔ من ضل فانما یضل لنفسہ۔ ولا تزر وازرۃ وزر اخری۔ ان علیک الا البلاغ۔ ان ھو الا نذیر لکم بین یدی عذاب شدید۔ فذکر انما انت مذکر۔ لست علیھم بمصیطر۔ الا من تولی وکفر۔ فیعذبہ اللہ العذاب الاکبر۔ ان الینا ایابھم۔ ثم ان علینا حسابھم۔ وغیرہ وغیرہ۔ ان آیات کے ہوتے ہوئے کوئی مسلمان کیونکر کہہ سکتا ہے۔ کہ اسلام جبر کی تعلیم دیتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی درازیٔ عمر اور دشمنان سلسلہ کی ناکامی و نامرادی

کی

خوشی میں فاروق بک ایجنسی کی مندرجہ ذیل کتابیں ۳۱ر جولائی تک رعایتی قیمت پر

محصول ڈاک بذمہ خریداران

محصول ڈاک بذمہ خریداران

نام کتاب	عہ	رعایتی	نام کتاب	عہ	رعایتی	نام کتاب	عہ	رعایتی
سلسلہ کی کتابیں			اور اخلاقوں کا صحیح فوٹو اتار کر پیش کر کے دکھا دیا۔			کے خلاف لکھ کر یہ ثابت کرنے کی بے سود کوشش کی تھی		
تبلیغ رسالت:۔ سوائے جلد پنجم و ششم کے جلد اوّل عہ ر۔ دوم عہ ر۔ سوم عہ ر۔ چہارم عہ چہارم عہ ر۔ ہفتم ۱۲ر۔ ہشتم عہ ر۔ ہم و ہم۔ ان جلدوں میں حضرت مسیح موعودؑ کے نایاب اشتہارات ۱۸۷۸ء سے لیکر ۱۹۰۸ء تک جمع کر دیئے ہیں ؛			کہ سلف جن کے وہ تھے خلف ان کے یہ ہیں	عہ ر	۸ر	کہ مہدی و مسیح موعود دو وجود ہیں۔ ایک علی محمد باب اور دوسرا بہاء اللہ۔ اس کے جواب میں مولوی جلال الدین صاحب شمس مبلغ دمشق نے یہ لاجواب رسالہ لکھا ہے جس کی تردید بابیوں سے نہ ہو سکی۔ بابی مذہب سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے یہ رسالہ عجیب ہے	۸ر	۴ر
التنقید:۔ مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کے رسالہ قبر مسیح کا مسکت و دندان شکن جواب۔	۳ر	۱ر	**ثنائی فرار اور مباہلہ سے انکار**:۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے جب امرت سری کو مباہلہ کے لئے لکھا۔ امرت سری نے ہمیشہ انکار کیا۔ اور فرار اور کبھی اس فیصلہ کی طرف نہ آیا۔ اس رسالہ میں دلچسپ حالات ثناء اللہ صاحب کے ہیں۔	۸	۱ر	**اذہاق الباطل**:۔ مولوی محمد علی صاحب امیر پیغام کے سابقہ عقائد جن میں حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت و رسالت حقیقی کا اقرار ہے ؛	۳ر	۱ر
صادق کلمات:۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے رسالہ ہفوات مرزا کا جواب لاجواب ؛	۴ر	۲ر	**عشرہ سوالات کے جوابات**:۔ غیر احمدیوں کے علماء نے جو سب سے بڑے دس سوالات ایسے کئے تھے۔ جن کا جواب ان کے خیال میں سلسلہ احمدیہ نہیں دے سکتا تھا۔ ان کے مکمل مفصل اور مدلل ایسے جواب لکھے گئے ہیں۔ کہ انشاء اللہ قیامت تک نہ ہو سکینگے	۱ر	۱ر	**ہدایات زرّیں**۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ نے مبلغین اسلام و سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے جو مکمل ہدایات فرمائی ہیں۔ وہ اس میں درج کی گئی ہیں۔ ہر ایک احمدی کو جو شوق تبلیغ رکھتا ہے۔ اس ہدایت نامہ کا ہر وقت اپنی جیب میں رکھنا ضروری ہے۔ اور اس کے مطابق تبلیغ کرنے سے کبھی ناکامیابی نہیں ہوگی۔ حضور کی خواہش ہے۔ کہ ہر ایک احمدی خواندہ اس پر عمل کرے ؛	۱۰ر	۵ر
فیصلہ الٰہی:۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کا آخری فیصلہ اور اس کی اصل حقیقت کا انکشاف	۷ر	۳ر	چند نسخے باقی ہیں۔ جلد منگاؤ۔ بہتر کتاب ہے ؛			**دیدک توحید** کا آئینہ۔ دیکھنے کے قابل ہے ؛	۲ر	۱ر
مرقع ثنائی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا وہ پرچہ اخبار جس میں امرت سری نے مباہلہ سے انکار کیا تھا۔	۱۴ر	۲ر	**النبوۃ فی الاسلام و فی الاحادیث** ۲ حصہ قابل دید	۱۳	۶ر	**ایک مسلمان کا پیغام** سکھوں کے نام قابل دید ہے۔	۲ر	۱ر
فیصلہ خدائی بر مسلمات ثنائی:۔ امرت سری کے مسلمات پر خدا نے جو آخری فیصلہ فرمایا۔ کہ ثناء اللہ کو زندہ رکھ کر حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کو ثابت کر دیا۔ اس کی مکمل بحث اور اس کے ساتھ حضرت اقدسؑ کے اصلی خط کا عکس اتار کر شامل کیا گیا ہے ؛	۸ر	۴ر	**ثنائی ہرزہ درائی**۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کی وہ تمام گالیاں ردیف دار الف سے لے کر ی تک اس رسالہ میں جمع کر دی ہیں۔ جو ثناء اللہ نے حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفہ اولؓ و دیگر اراکین جماعت کو اپنے اخبار اہلحدیث اور مرقع کے ذریعہ دیں۔	۱۴ر	۲ر	**تنبیہ زبان دراز**:۔ ایک آریہ کی سرزنش دگوشمالی	۱۰ر	۱ر
علماء خلف:۔ ندوۃ العلماء نے علماء سلف نام سے ایک کتاب شائع کی۔ جس میں گذشتہ علماء کے اخلاق اور دینداری کے نمونے پیش کئے گئے تھے۔ خاکسار ایڈیٹر فاروق نے اس کتاب کا مسمّٰی "علماء خلف" کے نام سے لکھکر موجودہ علماء کی بیدینی اور شرارتوں	۸ر	۴ر	**احمدی نمبر اوّل**:۔ یہود و نصاریٰ کے ساتھ غیر احمدی علماء کی مماثلت حسب پیشگوئی آنحضرت صلعم ثابت کی گئی ہے ؛	۵ر	۲ر	**پیدائش عالم**:۔ دیانندیوں کا عقیدہ ہے۔ کہ دنیا کا سلسلہ ازل سے چلا آیا ہے۔ اور پیدا شدہ نہیں ہے۔ اس مسئلہ پر لاجواب یہ تصنیف ہے۔	۱۳ر	۱۰ر
			بحر حقیقت:۔ محمد علی مونگیری علیہ ما علیہ کے مریدوں کے ایک رسالہ کا جو حضرت اقدسؑ کے خلاف شائع ہوا تھا تحقیقی جواب۔	۴ر	۲ر	رسالہ **گوشت خوری**:۔ مضمون نام سے ظاہر ہے۔	۲ر	۱ر
			تنقید صحیح:۔ فرقہ بابیہ نے ایک رسالہ سلسلہ احمدیہ			**دھرمپال کا کچا چٹھا**:۔ قابل دید ہے ؛	۱ر	۱۰ر

ملنے کا پتہ

مینجر فاروق بک ایجنسی قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

(اضاء الاسلام پریس قادیان میں مرزا قاسم علی پرنٹر و پبلشر نے چھپوا کر فاروق منزل قادیان سے شائع کیا)